اسلامی معاشرے اور اسلامی ریاست کی بنیادی اساسات

مسجد دارالسلام باغِ جناح‘ لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے ۲۰/اگست ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

حمد و ثنا‘ تلاوتِ آیات اور ادعیۂ ماثورہ کے بعد فرمایا :

حضرات! میری آج کی گفتگو کا موضوع ہے "اسلامی معاشرے اور اسلامی ریاست کے قرآن کی رو سے خدوخال"۔ وہ اسلامی ریاست اور معاشرہ جس کے قیام کا ہم نے آج سے ۵۳ برس قبل بحیثیت قوم اللہ سے وعدہ کیا تھا۔ اس لئے کہ ہمارے ہاں دانشوروں کا ایک طبقہ ایسا ہے جو یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کی حکومت ہی اسلامی حکومت ہے۔ یہاں مسجدیں قائم ہیں‘ اذان دینے کی آزادی ہے‘ نماز کی ادائیگی اور روزہ رکھنے پر کوئی پابندی نہیں۔ لہٰذا یہی وہ اسلامی ریاست ہے جو ہمارا مقصود تھی‘ باقی جہاں تک نظام حکومت کا تعلق ہے‘ وہ تو سیکولر بنیادوں پر چلے گا کہ آج دنیا کا چلن یہی ہے‘ معاشی نظام ہو گا تو وقت کے تقاضوں کے مطابق ہو گا۔ سود کو اللہ نے حرام کیا ہے تو کیا ہو گا لیکن اس وقت تو سود کے بغیر گزارا نہیں ہے۔ گویا ہمارے ایلیٹ طبقے میں بھی اسلامی ریاست کا تصور صرف یہی ہے کہ مسلمانوں کی حکومت ہے‘ نوے فیصد سے زیادہ آبادی مسلمان ہے‘ حاکم مسلمان ہے‘ پارلیمنٹ میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ عبادات کی ادائیگی کی آزادی ہے‘ ہمیں اور کیا چاہئے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ بہت ہی محدود سوچ ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ یہ کم علمی اور کم فہمی کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ مسجدیں بنانے‘ اذان دینے‘ نماز پڑھنے کی آزادی تو غیر منقسم ہندوستان میں بھی ہمیں حاصل تھی تو پھر پاکستان آخر بنایا کس لئے تھا؟ یہ بات قابل غور ہے کہ اس وقت کے مسلمانوں اور ہمارے رہنماؤں کے ذہن میں ایک اسلامی فلاحی ریاست کا کیا یہی نقشہ تھا؟ قائداعظم کے الفاظ اس ضمن میں بہت واضح ہیں۔ اپنے مرض وفات میں انہوں نے صاف الفاظ میں فرمایا تھا کہ "یہ ملک جو ہمیں حاصل ہو گیا ہے‘ اللہ کا بہت بڑا عطیہ اور حضور ﷺ کا فیض ہے اور اب یہاں مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس خطہ زمین میں نظام خلافت قائم کریں"۔

اسلامی معاشرہ کے خدوخال

اس اسلامی معاشرہ کا نقشہ اور اس کے خدوخال کیا ہوں۔ اس موضوع پر میں نے سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع کا انتخاب کیا ہے۔ آج تیسرے رکوع پر ہی گفتگو ہو سکے گی۔ ان دونوں رکوعوں میں نہایت جامعیت کے ساتھ ایک اسلامی معاشرے اور اسلامی ریاست کی بنیادی اساسات بیان کی گئی ہیں۔ یعنی کون سی اقدار ہیں جنہیں یہاں فروغ دیا جائے گا اور کن کا اتلاف کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اقدار (values) کے فروغ (Promotion) کا معاملہ بہت اہم ہوتا ہے۔ میں

> **ضروری نہیں کہ مسلمانوں کی حکومت اسلامی حکومت بھی ہو**

ایک مثال سے واضح کروں گا کہ مغربی معاشرے میں بعض اچھی اقدار ہیں‘ جنہیں عام کرنے کے لئے وہ میڈیا کو استعمال کرتے ہیں۔ نظام تعلیم میں ان اقدار کو اہمیت دی جاتی ہے مثلاً اس معاشرے میں خوش اخلاقی اور قانون کا احترام جیسی اقدار کو فروغ دیا گیا جس کا نتیجہ ہے کہ وہاں ٹریفک سگنل کی خلاف ورزی کا کوئی تصور نہیں۔ بلکہ اگر کوئی قانون کا احترام نہیں کرتا تو لوگ اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ دوران سفر گاڑی میں سے چھلکے یا کاغذ باہر پھینکنے کا وہاں رواج نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو لوگ اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے اپنے ہاں ان اقدار کو پھیلایا ہے۔ اسی طرح ٹکٹ خریدنا ہو‘ بل جمع کرانا ہو تو بجائے اس کے کہ لوگ بھیڑ بنالیں‘ وہ از خود ایک قطار میں لگیں گے‘ اور کوئی شخص دوسرے کی حق تلفی کی کوشش نہیں کرے گا کہ بعد میں آئے اور آگے بڑھ کر پہلے کھڑا ہو جائے۔

بصورت دیگر ایسے شخص کو بہت معیوب سمجھا جاتا ہے۔ ان اچھی اقدار کے ساتھ بعض نہایت ناپسندیدہ اقدار بھی ہیں کہ جنہیں فروغ دینے کا وہاں خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے جن میں سرفہرست بے حیائی اور فحاشی ہے۔ بچوں کی بالکل ابتدائی سطح سے اس رخ پر ذہن سازی کی جاتی ہے کہ وہ حیا کا لبادہ اتار پھینکنے میں عار محسوس نہ کریں۔ مختصر یہ کہ ہر معاشرے میں کچھ اقدار کو پروموٹ کیا جاتا ہے اور بعض کی بیخ کنی کی جاتی ہے۔ اس کے مطابق وہاں ایک اخلاقی نظام وجود پاتا ہے اور اس کے لئے پوری ریاستی مشینری بروئے کار لائی جاتی ہے۔ تب وہ معاشرہ اپنے طے شدہ ہدف کے مطابق آگے بڑھتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں بھی کچھ ویلیوز ہیں جنہیں پروموٹ کرنا بہت ضروری ہے اور بعض کو جڑ سے اکھاڑنا لازمی ہے۔

> **ہر معاشرے میں کچھ اقدار کو فروغ دیا جاتا ہے اور بعض کی بیخ کنی کی جاتی ہے**

اسلامی ریاست اور معاشرے میں کن اقدار اور روایات کی ترویج کی جائے گی اس بارے میں سورۂ بنی اسرائیل کے ان دو رکوعوں میں رہنمائی ملتی ہے۔ قرآن کے اس اہم مقام کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی رائے یہ ہے کہ تورات کے "احکام عشرہ" کا یہ قرآنی version ہے۔ یعنی یہ وہی احکام ہیں جو قرآن میں improved اور بہتر انداز میں آئے ہیں کیونکہ تمام نبیوں کا دین تو ایک ہی تھا۔ اور شریعت اسلامی کی تکمیل نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارک پر ہوئی۔ سورۂ بنی اسرائیل کی ان آیات کی روشنی میں اسلامی معاشرے کی بنیادی خصوصیات حسب ذیل ہیں :

شرک کی مذمت

دونوں رکوعوں کے مضامین اگر بیک وقت سامنے ہوں تو آپ دیکھیں گے کہ اول و آخر شرک کی نفی اور توحید کا اثبات موجود ہے چنانچہ آغاز ہوا ﴿ وَقَضٰی رَبُّکَ

﴿اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ﴾ "تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ بندگی نہیں کی جائے گی سوائے اس کے" گویا اسلامی معاشرے کا اصل الاصول' اہم ترین اصول' مرکز و محور اور طرۂ امتیاز توحید ہے۔ لیکن جب بات ہوتی ہے کہ بندگی نہیں ہو گی سوائے اللہ کے تو ہمارے ذہنوں میں اس کا ایک ہی نقشہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے بت تراشنا اور اس کے آگے سجدہ ریز ہونا' اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہی شرک ہے۔ حالانکہ توحید کا مطلب یہ بھی ہے کہ کسی کے آگے سر نہیں

اسلامی معاشرے کا مرکز و محور اور طرۂ امتیاز توحید ہے

جھکے گا سوائے اللہ کے۔ کسی سے مشکل کشائی اور حاجت روائی کی دعا نہیں کی جائے گی سوائے اللہ کے۔ اس کو آگے بڑھایئے تو کسی کی شریعت اور کسی کا قانون نافذ نہیں ہو گا سوائے اللہ کے' یعنی اسلامی معاشرے میں حاکم مطلق (sovereign) صرف اللہ ہے ؎

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی' باقی بتان آذری

اسلامی معاشرے میں حاکم اعلیٰ' اللہ ہے۔ لیکن ہمارے ہاں دستوری اور آئینی سطح پر قرارداد مقاصد میں اللہ کی حاکمیت کے اقرار کے باوجود پارلیمنٹ حاکم اعلیٰ ہے اور عملی اعتبار سے آج بھی وہ باطل نظام جاری و ساری ہے جو انگریز ۵۲ برس قبل چھوڑ گیا تھا۔ ہمارا سیاسی نظام مغربی طرز کا پارلیمانی جمہوری نظام ہے جس میں حاکمیت اعلیٰ عوام کے نمائندوں کی ہے' اللہ کی نہیں ہے۔ اس اعتبار سے یہ خالص مشرکانہ نظام ہے۔ معاشی نظام سود پر استوار ہے اور سود سے زیادہ خلاف اسلام کوئی شے نہیں۔ سماجی نظام غیر اسلامی ہے' جاگیرداری نظام جو انتہائی استحصالی اور ظالمانہ ہے' وہ آج بھی قائم ہے۔ ہم نے ان ۵۲ سالوں میں اسلامی معاشرے کے پہلے بنیادی اصول کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔ اور اب بھی بظاہر ایسے کوئی آثار نظر نہیں آتے کہ مستقبل قریب میں ایک صحیح اسلامی ریاست کا کوئی نقشہ سامنے آسکے گا۔

والدین کا احترام

آگے فرمایا ﴿وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا﴾ اگلا اصول ہے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا کہ اللہ کے بعد مخلوقات میں سے کسی بھی انسان پر سب سے فائق اور غالب حق والدین کا ہے۔ اسلامی معاشرہ جس انداز سے ترویج پائے گا اور اس میں جن ویلیوز کو پروموٹ کیا جائے گا ان میں احترام والدین کو انتہائی اہم اصول کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ فیملی کے ادارے کی روح ہے۔ اس ادارے کی شیرازہ بندی کی بنیاد احترام والدین ہے۔ یہ احترام کس درجہ کا درکار ہے؟ ﴿اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ۝﴾ "اگر تیرے سامنے وہ دونوں یا ان سے ایک پہنچ جائیں بڑھاپے کی عمر کو تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے بات بڑے احترام سے کرنی ہے"۔

ایک زمانہ تھا کہ تم ان کے زیر کفالت تھے اور آج وہ تم پر dependent ہیں تو تمہارا ان سے انتہائی ادب و احترام والا معاملہ ہونا چاہئے۔ اسی پر بس نہیں آگے فرمایا ﴿وَاخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا﴾ "ان کے سامنے اپنے شانوں کو جھکا کر رکھنا ہے نرمی اور انکساری کے ساتھ۔ اور ان کے لئے دعا گو رہے کہ اے اللہ ان پر رحمت فرمایئے جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے"۔ یعنی اس ادب و

مغربی معاشرے میں والدین کو یہ حق بھی حاصل نہیں کہ وہ بچے کو جھڑک سکیں

احترام کی اپنی زبان اور اپنے وجود سے عملی تفسیر بنے۔ یہ سب کرنے کے باوجود بھی والدین کا حق ادا نہیں ہو سکتا لہٰذا اس کی تلافی کے طور پر ان کے لئے دعا کو اپنے معمولات میں شامل کرے۔

اسلام تو ہمیں یہ سبق دیتا ہے لیکن جدید مغربی تہذیب میں بڑی مکاری اور عیاری کے ساتھ اس جذبے کو ختم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ مغربی معاشرے میں تو والدین کو یہ حق بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ بچے کو جھڑک سکیں' اگر ایسا کریں گے تو ان کا یہ عمل قابل دست اندازی پولیس ہو گا۔ یوں بچوں کو بچپن ہی سے مادر پدر آزاد بنایا جا رہا ہے۔ یہی بچے جب بڑے ہوتے ہیں تو اپنے والدین کو بوجھ سمجھتے ہیں اور جب ان کی نگہداشت اور خدمت کا مرحلہ آتا ہے تو انہیں اولڈ ہومز کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اس سازش کے پیچھے یہود کا ذہن کار فرما ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہودیوں نے خود اپنے ہاں بچوں کی تربیت میں والدین اور اساتذہ کو تمام اختیارات دے رکھے ہیں اور ان کے ہاں فیملی سسٹم کے ضمن میں سابقہ روایات برقرار چلی آ رہی ہیں۔ یہودیوں نے یہ نظام انسانوں کو بگاڑنے اور فیملی کے ادارے کو ختم کرنے کے لئے متعارف کروایا ہے تاکہ وہ ان حیوان نما انسانوں کو جانوروں کی طرح اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر سکیں۔

آیئے آگے چلتے ہیں' فرمایا ﴿رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِیۡ نُفُوۡسِکُمۡ ؕ اِنۡ تَکُوۡنُوۡا صٰلِحِیۡنَ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلۡاَوَّابِیۡنَ غَفُوۡرًا ۝﴾ پچھلی آیت میں والدین کے ادب و احترام کا ذکر تھا۔ یہاں اس ضمن میں جو عملی مشکلات ہو سکتی ہیں ان کے بارے میں رہنمائی دی گئی ہے۔ کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ بوڑھا اور بچہ ذہنی اور نفسیاتی اعتبار سے برابر ہوتا ہے۔ چنانچہ والدین کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات کو بعض اوقات پورا کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ ان حالات میں اگر تمہیں ان کی کوئی بات رد کرنی پڑے تو تسلی آمیز انداز میں فرمایا: "تمہارا رب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم سعادت مند ہو تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے"۔

معاشرہ کے دوسرے افراد کے حقوق

معاشرہ میں رہنے والے دوسرے افراد کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ خاص طور پر ادب' احترام اور حسن سلوک کے ضمن میں اسلام نے ہمیں یہ تصور دیا ہے کہ اگر کسی کو زیادہ مال عطا ہوا ہے تو در اصل یہ دوسرے لوگوں کا مال تھا جو اس کے مال میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ ان کا حق لوٹاتا ہے کہ نہیں۔ ﴿وَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰی حَقَّہٗ وَالۡمِسۡکِیۡنَ وَابۡنَ السَّبِیۡلِ وَلَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِیۡرًا﴾ "اپنے قرابت داروں' مسکینوں اور مسافروں کو ان کے حق دیتے رہنا اور ہرگز تبذیر سے کام نہ لینا"۔

یہاں دوسرے لوگوں کے حقوق پورے کرنے کا حکم ہے۔ والدین کے بعد درجہ بہ درجہ دوسرے رشتہ داروں کے حقوق ہیں۔ رشتے داروں میں اگر کوئی غریب' لاچار' مجبور اور محتاج ہے اور اللہ نے آپ کو کشائش عطا کی ہے تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ جو زائد مال آپ کے پاس ہے اس میں سب سے پہلے ان کی ضرورت پوری کریں۔ اس کے بعد مسکینوں کی ضروریات کا خیال رکھنا ہے۔ اسی میں مسافر بھی آجائے گا۔ اگرچہ مسافر اس معاشرے کا حصہ نہیں ہے اور باہر سے آیا ہے لیکن ہو سکتا ہے وہ اس حال میں ہو کہ وہ ضرورت مند ہو۔ لہٰذا ان کا خیال رکھنا بھی اسلامی معاشرے کی ذمہ داری ہے۔

اگلی ہدایت بہت اہم ہے کہ تبذیر سے بچو۔ تبذیر کیا شے ہے۔ نام و نمود' دکھاوے اور اپنی حیثیت کے اظہار کے لئے پیسہ خرچ کرنا' در حقیقت تبذیر ہے۔ ہمارا دین میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔ تبذیر تو دور کی بات ہے اسلام میں اسراف کی بھی اجازت نہیں ہے۔ کسی جائز ضرورت کے لئے ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے۔ تبذیر تو اس سے کہیں زیادہ سنگین اور قابل مذمت چیز ہے۔ اس

لئے کہ اس میں کسی جائز ضرورت کے لئے نہیں بلکہ صرف دوسروں پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے کہ اس کے پاس سر چھپانے کے لئے مکان ہو۔ اپنی ضرورت سے زیادہ بڑا مکان بنانا اسراف میں شمار ہوگا جبکہ اس کی تزئین و آرائش پر اپنا پیسہ پانی کی طرح بہانا اور قیمتی سے قیمتی پتھر اس کی ظاہری سجاوٹ کے لئے دیواروں پر تھوپنا تبذیر کے ذیل میں آئے گا۔ تبذیر کا نتیجہ بہت خوفناک ہوتا ہے۔ معاشرے میں محروم طبقات بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کم دے کر آزمایا ہے اور کسی کو آزمائش کے لئے زیادہ مال دیا ہے' لیکن جو لوگ محتاج ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ بلا کسی ضرورت پیسہ پانی کی طرح بہایا جارہا ہے۔ یہی پیسہ کسی ضرورت مند کے کام آسکتا ہے۔ تو ان کا احساس محرومی بڑھ جاتا ہے۔ تبذیر کے ذریعے Haves اور Have nots کے درمیان فرق وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایک دوسرے سے دوری بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور محروم طبقات کے دلوں میں بہت سخت انتقامی جذبات پرورش پاتے ہیں۔ جب ان جذبات کا ظہور ہوتا ہے تو اکثر اوقات بڑے بڑے امراء کے گھر جو ڈاکہ اور قتل کی وارداتیں ہوتی ہیں ان میں بالعموم ملازمین ملوث ہوتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ یہاں پیسہ اڑایا جارہا ہے اور ہماری جائز ضروریات کے لئے بھی رقم مہیا نہیں ہے تو ان کے دلوں میں نفرت' بغض اور عناد کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں کو پھاڑے' انہیں آپس میں لڑائے۔ درحقیقت تبذیر کرنے والا وہ کام سرانجام دے رہا ہے جو شیطان کرتا ہے اور تبذیر کے ذریعے شیطان کے مقاصد پورے ہوتے ہیں۔ اسی لئے آگے فرمایا ﴿ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴾ "بے شک تبذیر کرنے والے شیطان کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے"۔

تبذیر کرنے والے کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ یہ میرا مال ہے' میں نے کمایا ہے اسے میں جس طرح چاہوں خرچ کروں۔ لیکن انہیں یہ سوچ لینا چاہئے تبذیر کرنے والوں کا انجام بھی وہی ہوگا جو شیطان کا ہونا ہے۔

اگلی آیت میں دوسروں کے حقوق پورے کرنے کے ضمن میں مزید ایک ہدایت دی گئی ہے ﴿ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴾ اگر کوئی ضرورت مند آپ کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے اور اتفاق سے آپ کے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے تب بھی سائل سے نرم انداز میں معذرت کر لینی چاہئے یعنی سائل کو جھڑکنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہمارے دین کی تعلیمات میں بڑا توازن ہے۔ ایک طرف سوال کرنے کی انتہائی مذمت ہے۔ ہر حال میں صرف اللہ سے سوال کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اگر جوتے کا تسمہ چاہئے تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگو' کسی اور کے سامنے دست سوال دراز مت کرو۔ احادیث میں سوال کرنے والوں اور بالخصوص پیشہ ور گداگروں کے بارے میں بڑی سخت وعیدیں بیان ہوئی ہیں لیکن اس آیت میں تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی عزت نفس اپنے ہاتھ میں رکھ کر آپ کے سامنے پیش کردی اور دست سوال دراز کر ہی دیا ہے تو آپ کا طرز عمل یہ ہونا چاہئے کہ اس

سائل سے معذرت بھی کرنی پڑے تو نرم انداز میں کی جائے

کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں۔ اگر معذرت بھی کرنی پڑے تو نرم انداز میں کی جائے۔

خرچ میں اعتدال : اگلی آیت میں اعتدال کی تلقین کی گئی ہے۔ ﴿ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴾ "اپنے ہاتھوں کو اپنی گردن کے ساتھ باندھ کر مت رکھو' اور نہ اس کو کھلا چھوڑ دو کہ الزام خوردہ تہی دست ہو کر بیٹھ

تبذیر کے ذریعے شیطان کے مقاصد پورے ہوتے ہیں

رہو"۔ یعنی جو آپ نے خرچ کرنا ہے اس میں بھی میانہ روی ہونی چاہئے' اعتدال ہونا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ آدمی اپنی جائز ضروریات پر بھی خرچ نہ کرے۔ دوسری طرف یہ بھی نہ ہو کہ کھلا ہاتھ چھوڑ دیا جائے کہ پھر خود محتاج ہو جائے۔ یہاں بین السطور میں یہ اشارہ ہے کہ آپ اگر انفاق' صدقہ و خیرات کرتے ہیں تو اس میں بھی اعتدال کی روش اختیار کی جائے۔ کسی وقت انسان پر نیکی کا جذبہ اتنا بڑھتا ہے کہ جوش میں آکر سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا فیصلہ کر لیا اور بعد میں جب حالات تنگ ہوئے تو دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنا پڑ گیا۔ یہ بھی غیر متوازن طرز عمل ہے۔ اس لئے بہت سے مواقع پر آنحضور ﷺ نے ایسے صحابہؓ کو ایک تہائی تک اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی اجازت دی جو اپنا سارا مال صدقہ کرنا چاہتے تھے۔

آیت کے اگلے ٹکڑے میں دنیا میں مالی اعتبار سے اونچ نیچ کے بارے میں فرمایا : ﴿ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴾ "اور یہ جان لو کہ تمہارا رب ہی کھولتا ہے رزق کو جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور بے شک وہ اپنے بندوں کے حالات سے باخبر اور دیکھنے والا ہے"۔

انسان اس پر قادر نہیں ہے کہ کسی کی غربت کو دور کر سکے۔ اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں اپنے بل پر کسی غریب کے حالات کو بدل سکتا ہوں تو یہ خام خیالی ہے۔ اگر اللہ نے کسی کو زیادہ دیا تو یہ بھی اس کی حکمت کے تحت ہے۔ اللہ کسی کے حالات تنگ کرتا ہے تو یہ اس کا فیصلہ ہے۔ آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ اگر اللہ نے آپ کو زیادہ مال دیا ہے تو آپ اس سے اپنے غریب بھائی یا رشتہ دار کی مدد کریں۔ لیکن اس کے حالات درست ہوتے ہیں یا نہیں یہ آپ کے اختیار میں نہیں۔ کس کے لئے رزق کے دروازوں کو کھولنا ہے اور کس کے لئے بند کرنا ہے' اس کا فیصلہ اللہ اپنے علم کامل کی بنیاد پر کرتا ہے' وہ اپنے بندوں کے حالات سے بخوبی واقف ہے۔

یہاں ایک رکوع ختم ہوا۔ اسلامی معاشرہ جن خطوط پر استوار ہوگا' جن اقدار کو اس معاشرے میں فروغ دیا جائے گا' ان کا ذکر ابھی جاری ہے۔ اللہ نے چاہا تو اس مضمون کی تکمیل کے لئے اگلا رکوع آئندہ جمعہ میں بیان کیا جائے گا۔

احباب نوٹ فرمالیں!

ایک سالہ رجوع اِلی القرآن کورس

میں داخلہ کے لئے انٹرویو سوموار 30 اگست 99ء کو صبح 9 بجے

قرآن اکیڈمی' 36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور میں ہوں گے۔

نوٹ : داخلہ کے خواہشمند حضرات جو اب تک فارم داخلہ جمع نہ کروا سکے ہوں' وہ براہِ راست انٹرویو میں شریک ہو سکتے ہیں۔

المعلن : ناظم قرآن کالج' فون : 03-5869501

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

نواز حکومت کی نصف آئینی مدت ۔ ایک جائزہ (۱)

مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ

۱۷/ اگست ۱۹۹۹ء کو موجودہ حکومت کی نصف آئینی مدت مکمل ہو گئی اور حکومت کے سب سے بڑے وکیل مشاہد حسین نے ان اڑھائی سال میں ڈیفنس ڈویلپمنٹ اور ڈیموکریسی کے حوالے سے شاندار کارکردگی کا دعویٰ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بدقسمتی سے پاکستان کا انتظامی ڈھانچہ آغاز ہی سے کچھ ایسی بنیادوں پر استوار ہوا کہ مختلف نوعیت کی خفیہ ایجنسیاں جو کروڑوں اور شاید اربوں روپے کے فنڈز سے بڑی سرگرم اور فعال دکھائی دیتی ہیں وہ تمام بڑے مصاحبوں خصوصاً سب سے بڑے صاحب کو ہر وقت سب اچھا کی رپورٹ دیتی ہیں۔ بیوروکریسی' وزیر' مشیر' بڑے صاحب کا چاروں طرف سے گھیراؤ کئے رکھتے ہیں اور سبحان اللہ ماشاء اللہ واہ بھئی واہ کی قوالی گلا پھاڑ پھاڑ کر کرتے رہتے ہیں اور حالات کی ایسی منظر کشی کرتے ہیں کہ کان اور آنکھیں رکھنے کے باوجود بڑا صاحب حقیقتاً قوت سماعت اور بصارت سے محروم دکھائی دیتا ہے یا یوں کہہ لیں کہ اس کی بصارت یک رنگی اور سماعت یک سری ہو جاتی ہے۔ مرحبا مرحبا اور مکرر مکرر کے اس طوفان بدتمیزی میں راقم جب ملکی صورت حال پر تبصرہ کرنے کے لئے قلم اٹھاتا ہے تو اس کے کانوں میں مرحومہ پروین شاکر کا یہ مصرعہ گونجنے لگتا ہے ؎ "تیز ہوا نے ہم سے پوچھا' ریت پہ کیا لکھتے رہتے ہو" ـــــ لیکن ایک احساس ذمہ داری ہے' ادائیگی فرض کا معاملہ ہے' طوطی نقار خانے سے واک آوٹ نہیں کر سکتا۔

فروری ۱۹۹۷ء کے انتخابات کے نتائج خود نواز شریف اینڈ کو کے لئے حیران کن تھے وہ جیت کی امید رکھتے تھے لیکن کلین سویپ اور دیہی سندھ کے سوا ملک بھر سے پیپلز پارٹی کے مکمل صفایا کی کسی کو توقع نہیں تھی۔ میاں نواز شریف نے وزیر اعظم کا حلف لیتے ہی ایک نشری تقریر کے ذریعے قوم سے خطاب فرمایا۔ انہوں نے نہ ابھی کوئی کیبنٹ بنائی تھی نہ مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی کا اجلاس طلب کیا تھا' بالفاظ دیگر کسی سطح پر کسی قسم کی کوئی مشاورت منعقد نہ ہوئی' لیکن اس پہلی ہی تقریر میں انہوں نے قوم سے وعدوں اور نیک ارادوں کے اظہار کی بارش برسا دی جس سے یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ میاں صاحب کا طرز حکومت جمہوری نہیں شہنشاہی ہو گا۔ ایسے بڑے بڑے وعدے کرنے سے پہلے اور اپنے زوردار عزائم ظاہر کرنے سے پہلے انہوں نے صرف اپنی فیملی تک مشاورت کو محدود رکھا اور کسی قریبی ساتھی کو بھی اس میں شامل نہ کیا۔ بہرحال انہوں نے قوم سے وعدہ کیا کہ وہ پاکستان کو ایشیا کا اقتصادی ٹائیگر بنا دیں گے۔ اقتصادی ایجنڈے کو اولین ترجیح دی جائے گی۔ کرپشن' بدعنوانی' خورد برد' فضول خرچی اور نمود و نمائش کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے گا' معاشی ظلم اور استحصال کا خاتمہ کیا جائے گا' غربت اور افلاس کے خلاف جہاد کیا جائے گا' کشکول توڑ دیا جائے گا اور غیر ملکی قرضوں سے نجات حاصل کی جائے گی' نادہندگان اور قومی وسائل خورد برد کرنے والوں کا غیر جانبداری سے اور بلاامتیاز بے رحمانہ احتساب کیا جائے گا' ٹیکسوں کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے سی۔ بی۔ آر کے ڈھانچے میں بنیادی تبدیلی کی جائے گی' بیمار صنعتوں کو بحال کرنے کے لئے انقلابی اقدامات کئے جائیں گے' بیوروکریسی جو ماضی میں بے لگام رہی ہے اسے حقیقی معنوں میں عوام کا خادم بنایا جائے گا' سادگی اور کفایت شعاری کے کلچر کو فروغ دیا جائے گا' عوام کو سستا انصاف مہیا کیا جائے گا' عوام کو حصول انصاف کے لئے دربدر ٹھوکریں نہیں کھانا پڑیں گی بلکہ عوام کو انصاف ان کی دہلیز پر مہیا کیا جائے گا' ایسی لیبر پالیسی دی جائے گی جس سے محنت کش ایک باوقار شہری بن سکے گا اور اس کے بچے ضروری تعلیم اور علاج معالجے کی سہولیات حاصل کر سکیں گے' امن و امان بحال کیا جائے گا اور فرقہ واریت کی سختی سے حوصلہ شکنی کی جائے گی۔ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے عوام کو بتایا کہ سابقہ حکومت نے لوٹ مار اور کرپشن سے خزانہ خالی کر دیا ہے اور ہمیں ورثہ میں بدحال اور تباہ شدہ معیشت ملی ہے' لٰہذا پہلے دو سال عوام کو سختیاں برداشت کرنی ہوں گی۔ دو سال کے بعد عیش ہی عیش ہیں۔ (قارئین ندائے خلافت کو یاد ہو گا کہ جب نواز شریف کی پہلی حکومت ختم ہوئی تھی اور بے نظیر کو دوبارہ حکومت حاصل ہوئی تھی تو انہوں نے بھی دعویٰ کیا تھا کہ نواز شریف مغل شہزادوں کی طرح حکومت کرتے رہے جس سے خزانہ خالی ہو گیا اور معیشت تباہ ہو گئی۔)

انہوں نے قوم سے اپیل کی کہ وہ اپنی اس جمہوری حکومت کی مدد کریں اور "قرض اتارو ملک سنوارو" سکیم کا اعلان کیا۔ انہوں نے تین صورتوں میں امداد مانگی (۱) عطیات (۲) قرض حسنہ (معین مدت کے لئے) یا (۳) حکومت کو سود پر معینہ مدت کے لئے قرض۔

۱۱/ مئی ۱۹۹۸ء کو بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا تو اس کے جواب میں عوام کے پرزور مطالبے پر پاکستان نے بھی ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو پانچ ایٹمی دھماکے کئے۔ اس موقع پر بھی میاں نواز شریف نے قوم سے خطاب کے دوران مزید وعدے کئے اور اپنے بعض ارادوں اور عزائم سے قوم کو آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ ہم نے بھارت کے ایٹمی دھماکوں جواب میں ایٹمی دھماکے کے کئے ہیں' لیکن پھر بھی توقع ہے کہ سپر طاقتیں ہم پر اقتصادی پابندیاں لگائیں گی' لٰہذا ہمیں خود کو اس کے لئے تیار کرنا چاہئے۔ انہوں نے نادہندگان سے تمام واجبات وصول کرنے کے عزم کا اظہار کیا اور خود مثال بننے کے لئے اعلان کیا کہ ان کی فرم "اتفاق برادرز" کے ذمے جو قرضے ہیں ان کے عوض "اتفاق" کے اثاثے ان قرض خواہ بینکوں کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ وزیر اعظم صاحب نے بڑے پرجوش انداز میں اعلان کیا کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر پہلے ہی بہت موخر (delay) ہو چکی ہے' اب ہم فوری طور پر کالا باغ ڈیم تعمیر کریں گے جس کے نتیجہ میں پاکستان اناج گھر بن جائے گا اور ہم گندم اور دوسری زرعی اشیا میں نہ صرف خود کفیل ہو جائیں گے بلکہ برآمد بھی کرنا شروع کر دیں گے۔ علاوہ ازیں ہم بجلی کے معاملے میں خود کفیل ہو جائیں گے اور عوام کی جان روز روز کی لوڈ شیڈنگ سے محفوظ ہو جائے گی۔ اسی نشری تقریر میں انہوں نے غیر ملکی کرنسی میں بینک اکاؤنٹس کو منجمد کرنے کا اعلان کیا۔

اب آیئے غیر جانبداری سے جائزہ لیں کہ حکومت اپنے ان وعدوں کو ایفا کرنے اور اپنے ارادوں کی تکمیل کرنے کے سلسلے میں کس قدر کامیاب ہوئی ہے۔ ہماری رائے میں سادگی اور کفایت شعاری اختیار کرنے کے حوالے سے حکومت نے شادی بیاہ کے موقع پر کھانے'

آرائشی لائٹنگ کرنے اور آتش بازی وغیرہ پر جو پابندی لگائی تھی جس کا عوام کی اکثریت نے زبردست خیر مقدم کیا تھا' اس پر حکومت نے مخصوص طبقات کی طرف سے زبردست دباؤ کے باوجود سختی سے عملدرآمد کیا۔ اس آرڈی ننس کی دو سالہ مدت ختم ہونے پر اس کی مدت میں مزید تین سال کا اضافہ کیا۔ اگرچہ یہ سادگی اور کفایت شعاری محض بیاہ شادی کے مواقع تک محدود رہی لیکن بہرحال اس کے مثبت اور اچھے نتائج برآمد ہوئے جس پر حکومت تحسین کی حقدار ہے۔ حکومت نے محصول چونگی اور ضلع ٹیکس ختم کرنے کے انقلابی اقدام کئے جس سے تاجروں نے سکھ کا سانس لیا۔ حکومت نے بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے جواب میں فوری طور پر پانچ ایٹمی دھماکے کرکے ہمت کا ثبوت دیا اور اپنی ایٹمی صلاحیت کے بارے میں دنیا کے شکوک و شبہات کو رفع کر دیا۔ (اگرچہ وقت گزرنے کے ساتھ اب یہ سوال ابھر کر سامنے آیا ہے کہ ایٹمی دھماکے کے سلسلے میں کلنٹن کے پانچ فون ایٹمی عدم پھیلاؤ کے حوالے سے محض دنیا کو دکھانے کے لئے تھے حالانکہ وہ اپنی طویل اور دور رس حکمت عملی کے تحت دونوں ممالک سے ایٹمی دھماکے کرانے کا خود محرک تھا)۔ بہرحال پاکستان نے پانچ ایٹمی دھماکے کرکے بھارت کو ترکی بہ ترکی جواب دیا' جس سے دونوں ممالک میں طاقت کے عدم توازن کی وہ پہلی سی بات نہ رہی اور پاکستان نے پھر بھارت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا شروع کر دی۔

یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ نواز شریف کو ہیوی مینڈیٹ اقتصادی مسائل کے حل کے حوالے سے ملا تھا۔ پاکستان کو ایشیا کا اقتصادی ٹائیگر بنا دینے کا نعرہ بڑا پرکشش تھا۔ ملکی معیشت اگر ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گی صنعت و حرفت میں ترقی ہوگی' بیمار صنعتیں صحتیاب ہوں گی تو ماند پڑی ہوئی تجارت میں چمک دمک پیدا ہو جائے گی اور روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے' جس کا نتیجہ یقیناً عوامی سطح پر خوشحالی کی صورت میں نکلے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج حکومت کا بڑے سے بڑا وکیل بھی یہ ماننے پر مجبور ہے کہ اس سمت میں نہ صرف یہ کہ کوئی بہتری پیدا نہیں ہو سکی بلکہ حکومتی اقدام کے نتیجے میں اقتصادی بدحالی میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ عوام اعداد و شمار کے چکر میں پڑنے کی بجائے اقتصادی حوالے سے سیدھی سی بات جانتے ہیں کہ آج اڑھائی سال پہلے کی نسبت مہنگائی اور گرانی میں زبردست اضافہ ہو چکا ہے جبکہ ان کی تنخواہوں اور آمدنیوں میں اس نسبت سے قطعی طور پر اضافہ نہیں ہوا۔ ہماری کرنسی مزید ڈی ویلیو ہوئی ہے' وہ ڈالر جو اڑھائی سال قبل ۴۲ سے ۴۴ روپے تک تھا اب ۵۵ روپے کے قریب ہے۔ حکومت ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری میں بری طرح ناکام ہوئی ہے جس سے بیروزگاری میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ نجکاری میں بددیانتی کا عمل بدستور جاری ہے۔ حکومت محصولات کی مد پر بار بار نظرثانی کرتی رہی لیکن پھر بھی کبھی ہدف حاصل نہ کر سکی۔ پاکستان بیرونی منڈیوں میں بھارت اور کئی دوسرے ترقی پذیر ممالک کے ہاتھوں مسلسل پسپا ہو رہا ہے۔ زرعی اور صنعتی دونوں شعبوں میں پیداوار میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو سکا جس سے ظاہر ہے کہ تیز رفتاری سے بڑھتی ہوئی آبادی میں ڈیمانڈ اور سپلائی کے عدم توازن میں اضافہ ہوا۔ حکومت سادگی اور کفایت شعاری کی اپیلیں عوام سے تو کرتی رہی لیکن اپنے اللے تللے اور عیاشیاں مزید بڑھ گئیں' غیر ملکی دوروں میں جلوس لے کر جانے' وہاں اعلیٰ ترین ہوٹلوں میں رہنے کے علاوہ نمود و نمائش کی مختلف صورتوں اور اپنی ذاتی تشہیر کے لئے زرمبادلہ کو پانی طرح بہایا گیا۔ (جاری ہے)

خبرنامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۲۰ تا ۲۶ اگست ۹۹ء

امریکی اقدامات اسامہ کو حوالہ کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے ○ امیرالمومنین ملا عمر

افغان آریانہ ایئرلائن کو منجمد کرنے اور دیگر امریکی اقدامات پر تبصرہ کرتے ہوئے امیرالمومنین ملا محمد عمر مجاہد نے کہا ہے کہ ہمارا ایمان اور غیرت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ اسامہ بن لادن کو افغانستان سے نکلنے پر مجبور کریں۔ انہوں نے کہا کہ اسامہ افغانستان میں ہمارے مہمان کی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ ہماری غیرت کے منافی ہے کہ ہم ان کو کسی کے حوالے کریں یا زبردستی ملک سے نکال دیں۔ ایسا کرنا ظلم اور بے انصافی ہے کہ ہم اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر دیں۔

ہرات: روزانہ ہزاروں افراد کا مفت علاج ہو رہا ہے

صوبہ ہرات میں روزانہ ہزاروں افراد کا مفت علاج ہو رہا ہے اور مقامی ہسپتالوں اور کلینکوں کے علاوہ ہرات شہر میں چار سو بستروں والا ایک فعال ہسپتال بھی دن رات عوام کی خدمت میں مصروف ہے۔ صوبائی محکمہ صحت کے سربراہ سید عین الدین آغا نے بتایا کہ چار سو بستروں والے اس ہسپتال میں تمام شعبے بحال اور بہترین ڈاکٹرز اور طبی عملہ اپنے ہم وطنوں کی خدمت کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے مرکزی ہسپتال جدید وسائل اور طبی سامان و آلات سے لیس ہے۔

لوگر: بیرونی رابطہ کے لئے سیٹلائٹ ٹیلیفون نظام بحال

صوبہ لوگر میں بیرونی رابطہ کے لئے سیٹلائٹ ٹیلی فون نظام بحال کر دیا گیا ہے۔ مولوی محمد سرور نے جدید مواصلاتی نظام کا افتتاح کیا۔ یہ نظام ایک تاجر غلام صدیق گردیزی کی جانب سے فعال ہوا ہے جبکہ صوبائی محکمہ مواصلات کے ماہرین اور انجینئروں نے سیٹلائٹ فون کی تنصیب میں اہم اور بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

طالبان نے مفتوحہ علاقوں میں عوام کی چیزوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا

طالبان کے عظیم جذبہ تقویٰ کی ایک شاندار مثال اس وقت دیکھنے میں آئی جب انہوں نے مفتوحہ علاقوں میں باغیوں کی رہ جانے والی چیزوں کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ باغیوں کے علاقوں میں بھیڑ' بکریاں' کبوتر' اور دوسرے جانور آزادانہ گھوم رہے ہیں اور انگور اور سیب کے باغات پھلوں سے لدے ہوئے ہیں لیکن بھوکے پیاسے طالبان نے اطاعت امیر کا زبردست مظاہرہ کرتے ہوئے کسی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ امیرالمومنین نے طالبان کو حکم دے رکھا ہے کہ مفتوحہ علاقوں میں عوام کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائیں اور وہاں کے عوام کے ساتھ نیک سلوک کریں۔

پنج شیر کے سوا دوسرے علاقوں کا دفاع میرے بس میں نہیں ○ احمد شاہ مسعود

باغی کمانڈر احمد شاہ مسعود نے اب پنج شیر میں رہ کر اپنے مقدر کی آخری جنگ لڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ شمال سے ہجرت کر کے آنے والے بہت سے مہاجرین نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ کمانڈر احمد شاہ مسعود نے جبل السراج سے میرچہ کوٹ تک اپنے تمام کمانڈروں سے کہہ دیا ہے کہ تم اپنا دفاع خود کرو اب تمہارے علاقوں کا دفاع میرے بس کی بات نہیں۔

سقوط کارگل اور جہاد فی سبیل اللہ

محمد منیر احمد بہاولنگر

یہ بات قرآن حکیم سے واقفیت رکھنے والا ہر آدمی جانتا ہے کہ دین کے قیام کی جدوجہد مومن کے لئے فرض عین ہے جس کا واحد ذریعہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ گویا اللہ کے دین کے غلبے کے لئے کام کرنے والے مومن کی زندگی کبھی جہاد فی سبیل اللہ سے خالی نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ اگر مومنین اللہ کے دین کی مخالف قوتوں سے جنگ کرنے کی پوزیشن میں ہوں تو اس جنگ سے گریز کی انہیں اجازت نہیں ہے اور اگر وہ جنگ کرنے کی پوزیشن میں نہ ہوں تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو جنگ میں جھونک دینا ان پر لازم نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "ایمان والو! خواہ دستے کی صورت نکلو یا لشکر کی اپنے بچاؤ کا بندوبست کر کے نکلو۔" (النساء : ۷۱)

کسی بھی نئی تحریک کے لئے قدم جمانا آسان نہیں ہوتا لوگ نئی دعوت کو برحق سمجھنے کے باوجود بالعموم فوراً قبول نہیں کرتے۔ اگر وہ تحریک معاشرے میں پہلے سے متحرک عناصر کے ساتھ ٹکراؤ سے بچ کر کچھ عرصہ کام کرے تو آہستہ آہستہ اس کے اثرات معاشرے میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ ہجرت سے قبل مکہ میں محمد ﷺ اسی پالیسی پر گامزن تھے۔ آپ نے کسی بھی ممکنہ ٹکراؤ اور جنگ سے بچنے کے لئے مومنین کو حکم دے رکھا تھا "اپنے ہاتھوں کو روکے رہو۔" (النساء : ۷۷) ہجرت مدینہ کے بعد اگرچہ صورتحال تبدیل ہو گئی تھی تاہم ابھی مہاجرین اور انصار کے باہمی تعلقات کی مضبوطی اور مدینہ میں موجود یہود و مشرکین کی طرف سے اس اندیشے کے پیش نظر کہ وہ مہاجرین اور انصار کے ان تازہ تازہ تعلقات سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں "اپنے ہاتھوں کو روکے رہو" کا حکم یہاں بھی جاری رہا۔ ہجرت کے فوراً بعد محمد ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان مواخات کروائی۔ تحریک کے لئے مرکز کے طور پر مسجد نبویؐ تعمیر کی اور مدینہ پر مشرکین مکہ کے امکانی حملے کے پیش نظر یہود سے دفاع مدینہ کی بابت معاہدہ کیا۔ اب مسلمان چھوٹی مگر مضبوط انقلابی جماعت کی شکل اختیار کر چکے تھے۔ ہجرت کے فوراً بعد سورۃ البقرہ کا نزول شروع ہوا اور ہجرت کے چھ ماہ بعد "اپنے ہاتھوں کو روکے رہو" کے حکم کی جگہ مشرکین مکہ سے جنگ کا حکم ملا (البقرۃ : ۱۹۰) اور اگلی آیت میں واضح کر دیا "اخرجوھم من حیث اخرجوکم (البقرہ : ۱۹۱) یعنی مکہ سے مشرکین کو نکال باہر کرو۔ چونکہ ان احکامات سے شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید جنگ کو مشرکین مکہ تک محدود رکھنا ہے لہٰذا آگے آیت نمبر ۱۹۳ میں واضح کر دیا کہ یہ جنگ جو مشرکین مکہ سے شروع ہو گی اس کا ہدف اللہ کے دین کے علاوہ تمام ادیان کا خاتمہ ہے۔ ان احکامات کی روشنی میں اللہ کے رسول ﷺ اپنی فراست کو بروئے کار لائے اور شام اور یمن کے تجارتی راستوں کو قریش کے لئے مخدوش بنا کر انہیں بدر کے میدان میں آنے پر مجبور کر دیا۔

اہم بات یہ ہے کہ بدر کی فتح کے بعد اپنی حفاظت اور قوت کو سامنے رکھ کر حکمت عملی ترتیب دی ورنہ آج کی جذباتی مسلمان قوم کی سوچ کے مطابق تو بدر کی فتح کے بعد مدینہ آنے کی بجائے مکہ کا رخ کرنا چاہئے تھا کیونکہ البقرۃ۔ ۱۹۱ میں مشرکین سے مکہ خالی کروانے کا حکم آ چکا تھا۔

اگرچہ غزوہ احد پر تشریف لے جانے سے قبل آپ کی حکمت عملی مدینہ کے اندر رہ کر دفاع کرنے کی تھی جو کچھ صحابہؓ کے جذبے کے پیش نظر تبدیل کر لی گئی تاہم غزوہ خندق میں تو واضح طور پر آپ نے اپنی اور دشمن کی قوت کا اندازہ لگا کر ایک بہترین جرنیل کی طرح خندق کو درمیان میں حائل کر کے اپنی قوت کو دشمن کے ہاتھوں ضائع ہونے سے بچانے کا اہتمام کیا۔ جبکہ دشمن نے اپنا پورا بجٹ جنگ کو فیصلہ کن بنانے کے لئے جھونک دیا تھا چنانچہ بغیر مقصد حاصل کئے واپسی اس کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا باعث ہوئی۔ احد کی جنگ کے بھاری جانی نقصان اور خندق کھود کر میدان میں آنے سے احتراز کی حکمت کمزور ایمان والے مسلمان اور منافقوں کی سمجھ سے بالاتر تھی لہٰذا ان کی کمزوری اور منافقت عروج پر پہنچ گئی جس کے اثرات دوسرے مسلمانوں پر بھی پڑنے لگے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو جھنجھوڑا اور انہیں اپنے ساڑھے چار سال پرانے سورۃ البقرۃ والے احکامات پھر یاد دلانے کے ساتھ ساتھ ان کی دکھتی رگ کو بھی چھیڑا تا کہ سستی دور ہو جائے۔ مکہ سے مدینہ ہجرت خفیہ طور پر ہوئی تھی۔ روایات میں صرف حضرت عمرؓ کا ذکر آتا ہے کہ انہوں نے اعلانیہ ہجرت کی۔ بوڑھے مسلمان' عورتیں اور بچے یہ ہجرت نہ کر سکے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے النساء۔ ۷۵ میں فرمایا کہ "تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کے دین کے لئے جنگ نہیں کرتے۔" تو ساتھ ہی تحریک کی خاطر مہاجرین مکہ کی دکھتی رگ بوڑھے مسلمان' عورتیں اور بچے بھی یاد دلوائے۔

اللہ تعالیٰ نے جس انداز سے مسلمانوں کو جھنجھوڑا تھا اس کے بڑے اچھے اثرات ظاہر ہوئے مسلمان پھر سے جنگ کے لئے چاق و چوبند ہو گئے۔ غزوہ خندق کے موقع پر یہود مدینہ نے معاہدہ کے مطابق حفاظت مدینہ میں مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا اور دشمن کی موجودگی کے دوران بھی مسلمانوں کو پریشان کرتے رہے۔ قریش کے واپس جانے کے فوراً بعد نبی ﷺ نے مسلمانوں کے ذریعے یہود سے مدینہ خالی کروایا۔ اور پھر آپ نے بڑی تیزی کے ساتھ اردگرد کے قبائل کو زیر کیا جو کسی وقت بھی مسلمانوں کے لئے خطرہ بن سکتے تھے۔ چھ ہجری میں باوجود اس کے کہ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۷۵ نازل ہو چکی تھی آپ جنگ کے بجائے عمرہ کی نیت سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جس کے نتیجے میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ اب آپ کو مشرکین مکہ کی جانب سے مدینہ پر حملہ کا اندیشہ نہ رہا لہٰذا آپ نے مدینہ میں اپنی طاقت کو ریزرو رکھنے کی بجائے پورے عرب میں کارروائیاں شروع کر دیں۔ یہود کو خیبر سے اٹھا کر جزیرہ نما عرب سے باہر کر دیا اور ایک سال کے اندر اندر مسلمانوں کی مخالف قوت صرف مکہ' طائف اور حنین تک محدود ہو کر رہ گئی۔ بنو بکر اور بنو خزاعہ قبیلوں کے باہمی جھگڑے کی وجہ سے جیسے ہی قریش نے صلح حدیبیہ توڑنے کا اعلان کیا تو نبیؐ نے ان کے اس اقدام کا خیر مقدم کیا۔ قریش کو جب احساس ہوا کہ مکہ طائف اور حنین کے علاوہ پورا جزیرہ نمائے عرب مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ تو انہوں نے صلح حدیبیہ کی تجدید کی بڑی کوشش کی جسے نبیؐ نے سختی سے رد کر دیا کیوں کہ اب صلح کرنے کا مطلب فتح مکہ کو ٹالنا تھا۔

آپ نے آٹھ ہجری میں مکہ پر حملہ کیا اور کامیاب رہے اور اللہ کا دین قائم ہو گیا۔ ان عورتوں' بوڑھوں اور بچوں کو بھی آزادی مل گئی جو آٹھ سال سے مکہ میں قید تھے جن کی آزادی کے لئے جنگ کا حکم ۶ھ میں (النساء : ۷۵) میں ملنے کے باوجود نبیؐ نے دو سال تک مکہ پر حملہ نہ کیا کیونکہ (النساء : ۷۱) میں حملہ اپنی حفاظت کا بندوبست کرنے کے بعد کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

پھر وہ دور بھی آیا کہ مسلمانوں کے لئے قرآن اجنبی بن گیا نتیجتاً جہاد و قتال اور اس کے اصول یاد نہ رہے۔ اب اچانک یادداشت واپس ہوئی تو یہ نامکمل تھی۔ اگر ہم سمجھیں تو سقوط کارگل سب کچھ یاد دلا رہا ہے۔ سوچیں کہ اگر نبی ﷺ یہود کے مدینہ یا خیبر میں رہتے ہوئے یا اس حال میں مکہ پر چڑھائی کرتے کہ جزیرہ نما عرب میں مسلمانوں کی مخالف قوتیں بھی موجود ہوتیں تو وہ بھی اسی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

وفاداری بشرط استواری

تحریر: محمد سمیع' کراچی

حسب معمول آج وہ ظہر کی نماز میں موجود تھا۔ لیکن ایک نئی ہیئت کے ساتھ۔ داڑھی مونچھوں سے صاف وہ لارڈ کرزن نظر آ رہا تھا۔ کل تک گھنی داڑھی سے اس کے چہرے پر سنت کی بہار تھی جس نے اس کے مردانہ حسن میں اضافہ کیا ہوا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ داڑھی سے مردانہ حسن کی تکمیل ہوتی ہے اور اس سے چہرہ پر وقار ہوتا ہے۔ اگر اس حقیقت کا مشاہدہ کرنا چاہیں تو کسی ایسے شخص کو دیکھ لیں جس کا چہرہ کل تک داڑھی سے مزین تھا۔ یقیناً آپ اس کی طرف دیکھ کر کوئی خوشگوار تاثر حاصل نہیں کریں گے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت اس نوجوان کو دیکھ کر ہوئی۔ کرید ہوئی کہ آخر ایسا کون سا حادثہ اس کے ساتھ ہوا جس نے اسے اتنا بڑا اقدام کرنے پر مجبور کر دیا۔ پتہ یہ چلا کہ داڑھی کی وجہ سے اس کی شادی کھٹائی میں پڑی ہوئی تھی۔ کئی رشتے آئے لیکن کوئی رشتہ طے نہیں ہوا۔ اس کا جرم صرف یہ تھا کہ اس نے نوجوانی میں داڑھی رکھ چھوڑی تھی۔ کچھ لوگ یہ کہیں گے کہ وہ ایک کم ہمت نوجوان ہے۔ اس میں دین پر استقامت میں کمی ہو گی۔ شاید کہ ایسا ہو لیکن اس تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔

وہ جس معاشرے میں رہ رہا ہے وہاں شاید اس کا کوئی ساتھ دینے والا نہ ہو' کوئی اس کی ہمت بڑھانے والا نہ ہو۔ بلکہ اس کے برعکس اس کو اپنے والدین' اپنے دوست احباب سے اس قسم کے فقرے سننے میں آتے ہوں! "بھلا یہ بھی کوئی داڑھی رکھنے کی عمر ہے۔ خواہ مخواہ اپنی عمر میں دس پندرہ سال کا بیٹھے بٹھائے اضافہ کر لیا ہے"۔ کوئی اسے صوفی کہتا ہو گا کوئی ملا۔ کوئی چچا میاں کہہ کر مخاطب کرتا ہو گا اور کوئی بڑے میاں کہہ کر۔

اس تناظر میں ہم تنظیم اسلامی کے رفقاء غور کریں کہ کیا یہ ہمارے لئے شکر کا مقام نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی تنظیم سے وابستہ کر دیا جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسا ماحول میسر کیا ہوا ہے کہ جو شخص نیا نیا تنظیم میں شامل ہوتا ہے' اس کے چہرے پر سنت کی بہار آ جاتی ہے۔

میں نے ایک دن اسی نوجوان کو دیکھا۔ وضو سے قبل مسواک جیب سے نکال کر اس نے مسواک کرنا شروع کر دیا۔ میں حیران تھا کہ داڑھی کی سنت تو اس نے ترک کر دی محض اس لئے کہ اس کی شادی کی راہ ہموار ہو جائے' لیکن مسواک کا عمل جاری رکھا ہوا ہے۔ اب وہ ایسا کردار نظر آ رہا تھا جس کی ہمارے معاشرے میں بہتات ہے۔ دین کا جو عمل آسان نظر آئے' جو اسے پسند ہو' اس پر تو لوگ عمل پیرا نظر آتے ہیں لیکن جہاں دین کی راہ میں سختیاں آئیں وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ لہٰذا آپ نے مشاہدہ کیا ہو گا کہ نمازیں بھی ادا کی جا رہی ہیں' روزے بھی رکھے جا رہے ہیں' حج کے ساتھ ساتھ عمرے بھی چل رہے ہیں' ساتھ ہی ساتھ کاروبار میں سود بھی شامل ہے' رشوت بھی لی اور دی جا رہی ہے' جھوٹ کا فن بھی ترقی پر ہے۔ جی ہاں کاروباریوں کے لئے جھوٹ تو ایک فن ہے۔ اوور انوائسنگ اور انڈر انوائسنگ بھی ہو رہی ہے' ساتھ ہی مسجدوں میں چندے بھی دیئے جا رہے ہیں' زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ صدقات نافلہ پر بھی زور ہے۔ گویا کہ ع باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی۔ لیکن کبھی غور نہیں کرتے کہ بیک وقت رحمان اور شیطان دونوں کو خوش نہیں رکھا جا سکتا۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ جو اِن دونوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے ہم دینی اصطلاح میں اسے کیا کہتے ہیں۔ ان تمام باتوں کی وجہ صرف اور صرف ایک ہے اور وہ ہے دین سے Commitment۔ قرآن کے الفاظ میں :

> "لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر مگر جب وہ اللہ کے مقابلے میں ستایا گیا تو اس نے لوگوں کی ڈالی ہوئی آزمائش کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھ لیا۔ اب اگر تیرے رب کی طرف سے فتح و نصرت آ گئی تو یہی شخص کہے گا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ کیا دنیا والوں کے دعویٰ کا حال اللہ کو بخوبی معلوم نہیں اور اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ ایمان لانے والے کون ہیں اور منافق کون"۔ (العنکبوت ۱۰-۱۱)

یہ وہ بات ہے جو ہمیشہ زیر غور رکھنی چاہیئے۔

KHALID TRADERS

IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE

NATIONAL DISTRIBUTORS NTN BEARINGS

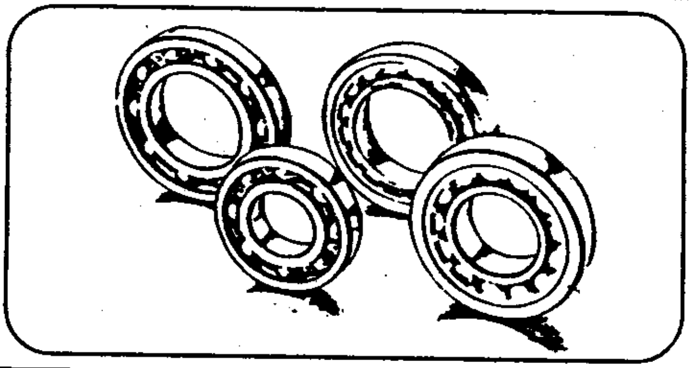

PLEASE CONTACT

Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box #. 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : SIND BEARING AGENCY, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones: 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) : 763-9918

GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

احباب کے نام دعوتی مراسلہ

۲۴ تا ۳۰ جولائی میانوالی اور کندیاں میں دعوتی پروگرام ہوا۔ کئی لوگوں نے اپنے نام اور پتے دیئے تاکہ بذریعہ ڈاک ان سے رابطہ رکھا جائے۔ اس سلسلے میں ان احباب کو امیر تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب غربی جناب محمد رشید عمر کی جانب سے جو پہلا خط لکھا گیا۔ یہاں افادہ عام کے لئے اس کو شائع کیا جارہا ہے۔

رفقائے تنظیم اسلامی کے ساتھ آپ کی ملاقات میں دین کی انقلابی دعوت کے بارے میں آپ کی دلچسپی کا علم ہوا۔ یہ دلچسپی عقل سلیم اور دردمند دل کی نشاندہی کرتی ہے۔ دین کو چھوڑ کر پوری قوم جس تباہی کے گڑھے کی طرف دوڑ رہی ہے' اس میں کوئی شک نہیں۔ پاکستان کی باون سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہم نے پانے کی نسبت کھویا بہت زیادہ ہے۔ عوام تو کیا خواص بھی اس سے واقفیت نہیں رکھتے۔ نفاذ اسلام' اسلامی نظام کا قیام' اقامت دین وغیرہ کے نعرے تو کبھی کبھار سننے کو ملتے ہیں۔ لیکن خالص اس مقصد کے لئے کام کرنے والی جماعت' پھر اس کے سامنے کام کے مراحل' ان پر عمل پیرا ہونے کا سنت سے ماخوذ نبویؐ طریقہ کار اور معاشرے کی ہمہ گیر خرابیوں کو دور کرنے کے لئے ہمہ جہت پروگرام کہیں نظر نہیں آتا۔ الحمد للہ فکر و عمل کے اس قحط میں تنظیم اسلامی فرائض دینی کا جامع تصور پیش کر رہی ہے۔ یعنی فرائض دین کا وہ نقشہ جس میں دینی محنت کے تمام پہلوؤں کو ان کی جائز اہمیت کے اعتبار کے ساتھ واضح کیا گیا ہو۔ یہ محنت مرحلہ وار محنت ہے جو اپنے سامنے ایک عظیم ہدف یا نصب العین رکھتی ہے اور وہ ہے نظام عدل اجتماعی کا قیام۔ یعنی ایسا معاشرہ جس میں انسانوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت ہو اور انسانوں کے لئے تمام شعبہ ہائے زندگی میں اللہ کی بندگی کرنا آسان ہو۔ محنت کے اس نقشہ میں آپ کو ہر چیز اپنی جگہ پر فٹ نظر آئے گی۔ اس محنت کو سمجھنے کے لئے "فرائض دینی کا جامع تصور" نامی کتابچہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ آپ خود بھی اس کا مطالعہ کر کے سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن اصل مقصد تو اجتماعیت اور نظم میں جڑ کر ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴾ یعنی سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ایسی مجلسوں میں شرکت کر کے مطالبات دین کو سمجھنا اور سمجھانا' اللہ کو یاد کرنا' ایمان میں اضافے کا سبب بنتا ہے نیز ایسی اجتماعیت ایک کمزور فرد کو اپنی گود میں تربیت کر کے اسے معاشرہ کا مضبوط کردار والا بنا کر کھڑا کر دیتی ہے۔

میانوالی میں ہمارے ساتھی کا پتہ درج ذیل ہے:

حاجی محمد عبداللہ صاحب' حافظ بک ڈپو اینڈ جنرل سٹور
پی۔اے۔ایف روڈ نزد کالونی گیٹ میانوالی

یہ ساتھی ہفتہ میں مسجد بیت المکرم میں اکٹھے ہو کر قرآن کی تعلیم اور دوسرے دینی موضوعات کا مطالعہ' امیر تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے دروس یا کسی سینئر ساتھی کا بیان سنتے ہیں اور آپس میں مل کر عوام میں دینی ذمہ داریوں کا شعور بیدار کرنے کی منصوبہ بندی بھی کرتے ہیں۔ آپ آسانی کے ساتھ ان سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ فکری اور عملی راہنمائی کا پورا مواد ان کے پاس موجود ہے۔ جس سے آپ بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں۔ ہماری یہ دعوت کسی دنیاوی غرض کے لئے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر عرض کر رہے ہیں کہ اس کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضا اور نجات اخروی ہے۔

اس دنیا میں اہل ایمان کی جماعت کا مقصد اقامت دین کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا اور نہ ہونا چاہیئے۔

ان شاء اللہ آپ سے رابطہ جاری رہے گا۔ ہو سکے تو جواباً اپنے خیالات سے آگاہ کیجئے گا۔

فقط والسلام

محمد رشید عمر

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ فوج اور قوم کو کرنل شیر خان جیسے شہداء پر فخر ہے۔ (آرمی چیف جنرل پرویز مشرف)

✪ "نواز شریف سے معذرت کے ساتھ"۔

☆ وزیر اعظم نے سندھ اسمبلی توڑنے کی تجویز منظور کر لی۔ (ایک خبر)

✪ یار لوگ تو ملک توڑنے والے حکمران ٹولے کا حوصلہ بھی دیکھ چکے ہیں۔ سندھ اسمبلی کس شمار قطار میں ہے۔

☆ امریکیوں کے قتل کا فتویٰ دینے والے شریعت سے ناواقف ہیں۔ (علامہ ساجد میر)

✪ علامہ صاحب! اور اسامہ بن لادن کے قتل کی سازشیں کرنے والوں کے بارے میں آپ کا علم شریعت کیا کہتا ہے؟

☆ خود کو ویسا ہی محسوس کر رہا ہوں جیسا بحیثیت گورنر محسوس کرتا تھا۔ (شاہد حامد)

✪ وہ اس لئے کہ اقتدار کا نشہ آہستہ آہستہ اترتا ہے!

☆ پیپلز پارٹی کو نقصان پہنچانے والوں کو بے نقاب کر کے رہوں گا۔ (غلام مصطفیٰ کھر)

✪ پیپلز پارٹی والے جواباً کہہ سکتے ہیں کہ دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف! اپنے ہی "دوستوں" سے ملاقات ہو گئی۔

☆ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو میرے گھر کا راستہ آتا ہے' میں انہیں ملنے نہیں جاؤں گا۔ (میاں اظہر)

✪ میاں اظہر صاحب! اب تو یار لوگ گورنری کا حلف اٹھانے کے بعد داتا دربار جانے کے بجائے رائے ونڈ میں "بڑے میاں صاحب" کے ہاں حاضری دیتے ہیں اور ایک آپ ہیں کہ.....

☆ دنیا سے اسلحہ ختم کرنے کی کوششیں جاری رکھیں گے۔ (بھارتی وزیر اعظم واجپائی)

✪ مہاراج! دنیا سے مراد غالباً "پاکستان" ہے۔

☆ عام آدمی کو پتہ ہی نہیں کارگل کی لڑائی کہاں اور کیسے لڑی گئی؟ (مجیب الرحمٰن شامی)

✪ جی ہاں شامی صاحب! مگر عوام کو اتنا بخوبی علم ہے کہ کارگل کا معرکہ "اعلان واشنگٹن" کی نذر ہو چکا ہے۔

☆ کشمیر کا سوداگر کے وزیر اعظم نے کرکٹ پھر کھیلنا شروع کر دی۔ (راؤ سکندر)

✪ "حمیت نام تھا جس کا' گئی مسلم لیگ حکومت کے گھر سے"

کاروان خلافت منزل بہ منزل

حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام "تفہیم دین کورس"

دعوت دین کے ضمن میں تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے رفقاء تقریباً ہر گوشے میں ہی اپنی بساط کے مطابق رو بہ عمل ہیں۔ لیکن تعلیمی و تدریسی انداز میں اور خصوصاً کالج کی سطح کے نوجوانوں میں اس کام کی کمی کو ایک عرصے سے محسوس کیا جا رہا تھا۔ الھدیٰ انٹرنیشنل کی طرف سے خواتین اور بچیوں میں جاری و ساری تعلیمی کام اور لاہور میں مرکزی انجمن خدام القرآن کے تحت اسلامک جنرل نالج ورکشاپ کی خبر کانوں تک پہنچی تو خیالات حقیقت کا روپ دھارتے نظر آنے لگے۔ حلقہ کی مجلس عاملہ میں تجویز رکھی گئی کہ تعلیمی اداروں میں موسم گرما کی تعطیلات ہیں نیز میٹرک، ایف۔ اے اور بی۔ اے کے طلبہ بھی ان دنوں امتحانات کے بعد فارغ ہیں لہٰذا کیوں نہ ان طلبہ اور دیگر دلچسپی رکھنے والے حضرات کیلئے ایک ایسے کورس کا اہتمام کیا جائے جس کا مرکز و محور قرآن حکیم کی تعلیمات ہوں۔ تجویز منظور ہو گئی اور ناظم حلقہ جناب شمس الحق اعوان کی بھرپور دلچسپی اور کوشش سے بذریعہ ہینڈ بلز اور بینرز اس کی خوب تشہیر کی گئی۔ نتیجتاً یکم جولائی کو کورس شروع ہونے تک ۵۴ احباب کے نام رجسٹر ہوئے جن میں طلبہ کے علاوہ دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے تعلیم یافتہ افراد بھی شامل تھے۔

کورس ڈیزائن کرتے ہوئے مرکز کے تجربات سے بھی فائدہ اٹھایا گیا اور یہ بات ملحوظ خاطر رہی کہ ایک ماہ کے اس کورس کے شرکاء کو دین کی اہم اور چیدہ چیدہ باتوں سے روشناس کرایا جائے۔ معاشرے میں عمومی طور پر ان دینی تصورات سے متعلق جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں انہیں بھی شعوری طور پر رفع کیا جائے اور ان پر واضح ہو جائے کہ مسلمان ایک بامقصد اور باشعور زندگی گزارتا ہے۔ اس کے سامنے کامیابی کا معیار کیا ہونا چاہئے۔

کورس کو انجمن خدام القرآن اسلام آباد کے زیر اہتمام منعقد کیا گیا اور انعقاد کے لئے تنظیم اسلامی حلقہ شمالی پنجاب کے نو تعمیر شدہ مرکزی دفتر واقع 8/4-I اسلام آباد کو چنا گیا جو فیض آباد، راولپنڈی سے بالکل متصل ہے اور دونوں شہروں کے سنگم پر واقع ہونے کی وجہ سے دونوں شہروں سے آنے والے شرکاء کو تقریباً یکساں فاصلے پر پڑتا ہے۔

کورس میں آغاز سے انتہا تک شرکاء کورس نے بھی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ جولائی کی گرمی کے باوجود ۵۴ حضرات اس طرح ریگولر رہے کہ اوسطاً حاضری تقریباً ۳۵ کے لگ بھگ رہتی۔ لوگ مختلف assignments اور tests میں بھی تندہی اور جانفشانی سے محنت کرتے نظر آئے اور آخر کار ۳۱/جولائی کو کورس کے اختتام پر تقسیم اسناد کا مرحلہ آن پہنچا۔

اس دن شرکاء کورس، تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کے رفقاء و اراکین کے علاوہ دیگر احباب کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ محترم محمد صدیق صاحب صدر انجمن خدام القرآن اسلام آباد نے تقریب کی صدارت فرمائی جبکہ مہمان خصوصی جناب حافظ عاکف سعید صاحب، قائم مقام امیر تنظیم اسلامی اختتامی خطاب اور تقسیم اسناد کے سلسلے میں لاہور سے خصوصی طور پر تشریف لائے تھے۔ ان کے درس قرآن کے بعد شرکاء کورس میں اسناد اور پہلی تین پوزیشنیں حاصل کرنے والے شرکاء کورس میں شیلڈز تقسیم کی گئیں۔ اور یہ کورس اس دعا پر اختتام پذیر ہوا کہ اللہ ہم سب کو دین کے احیاء کے لئے علم حاصل کرنے اور اس کے قیام کے لئے جدوجہد کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔ (رپورٹ : جاوید رفیق)

میاں دم (سوات) میں ملتزم تربیت گاہ کا انعقاد

۲۵ تا ۳۱/جولائی ۹۹ء میاں دم (سوات) میں مبتدی و ملتزم تربیت گاہ کا اہتمام کیا گیا۔ تربیت گاہ کا آغاز بعد از نماز عصر "رحمت اللہ بٹر صاحب کے درس حدیث سے ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے شرکاء کو تربیت گاہ کے شیڈول کے متعلق تفصیل سے آگاہ کیا۔

اگلے دن ترتیب کچھ یوں رہی کہ رات ۳ بجے نماز تہجد کے لئے اٹھایا گیا اور ۴ بجے تک انفرادی نوافل ہوتے رہے۔ ۴ بجے سے ساڑھے چار بجے تک خطبات مسنونہ، نماز جنازہ، خطبہ نکاح وغیرہ زبانی یاد کرائی گئی۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن ہوا۔ یہی روٹین تقریباً تمام ہفتہ جاری رہی جس سے ایمان میں خوب اضافہ ہوتا رہا۔ درس قرآن کے بعد ناشتہ تک رفقاء کو آرام کے لئے وقت دیا جاتا تھا۔ ناشتہ سات بجے صبح دیا جاتا رہا۔ ناشتہ کے بعد آٹھ بجے کلاسز شروع ہوتی تھیں۔ دوسرے دن ۲۶ جولائی کو صبح آٹھ بجے عبادت رب پر جناب قیصر جمال فیاضی صاحب کا لیکچر ہوا۔ جس میں انہوں نے بڑے اچھے انداز میں اللہ کی ربوبیت اور اس کی خلاقی پر بحث کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اللہ سے محبت کی جائے، اور نہ صرف محبت کی جائے بلکہ محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر اس کی اطاعت کی جائے، اسی کا نام بندگی رب ہے۔

بٹر صاحب نے شہادت علی الناس پر لیکچر دیا۔ جس میں انہوں نے انتہائی مشفقانہ انداز میں یہ بات ثابت کی کہ رسولوں کو اللہ نے اس بنا پر بھیجا کہ قیامت کے دن لوگ اللہ کو یہ حجت نہ پیش کریں کہ وہ تو بالکل بے خبر تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسولوں کی زندگی کا مقصد شہادت علی الناس کی ذمہ داری کو ادا کرنا تھا، اب یہ کام بحیثیت امت ہم سب مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ چائے کے وقفے کے بعد ساڑھے دس بجے دوبارہ کلاسیں شروع ہوئی جس میں بٹر صاحب نے اقامت دین کی جدوجہد پر روشنی ڈالی اور واضح کیا کہ دین کو قائم کرنا اس وقت کی ضرورت اور دین کا اہم فریضہ ہے۔ ایک بجے نماز ظہر ادا کی گئی، کھانے اور آرام کے وقفے کے بعد ساڑھے چار بجے چائے پیش کی گئی۔ نماز عصر کے بعد رفقاء کا باہمی تعارف کرایا گیا اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ اس تربیت گاہ میں جن موضوعات پر لیکچرز ہوئے وہ یہ تھے۔ ا۔عبادت رب ۲۔شہادت علی الناس ۳۔اقامت دین ۴۔منہج انقلاب نبوی ۵۔دعوت کی اہمیت و فرضیت ۶۔اقامت دین کی کوشش کرنے والے رفقاء کے اوصاف ۷۔دعوت کا طریقہ کار ۸۔جہاد فی سبیل اللہ

ہوتا یہ تھا کہ رفقاء ایک دن لیکچر سنتے تھے اور دوسرے دن وہی لیکچر ان سے سنا جاتا تھا تاکہ ان میں بھی تقریر و خطاب کی صلاحیت پیدا ہو۔ جس مشفقانہ اور ہمدردانہ انداز میں میجر فتح محمد صاحب، ڈاکٹر اقبال صافی صاحب، حاجی خدا بخش، وارث خان صاحب، غفور صاحب اور شیر علی صاحب نے ہم سے تعاون کیا وہ اپنی مثال آپ تھا۔

ملتزمین حضرات نے جس ذوق و شوق اور دلچسپی سے بڑھایا، اسی کی بدولت میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسی طرح رفقاء تنظیم اسلامی کی تربیت ہوتی رہی تو وہ دن دور نہیں جس دن نظام باطل پاش پاش ہو کر زمین بوس ہو جائے گا۔ اور سارے کا سارا دین اللہ کے لئے ہو جائے گا۔

سیر و تفریح: میاں دم سے کالام تک تقریباً دو گھنٹے کا سفر ہے۔ کالام تک سیر کا اجتماعی پروگرام بنایا گیا چنانچہ بروز جمعہ ۳۰ تاریخ کو یہ قافلہ کالام روانہ ہوا جو کہ ایک بہت ہی پر فضا مقام ہے۔ گو کہ میاں دم جہاں تربیت گاہ منعقد ہوئی وہ بھی بڑی پر فضا اور انتہائی خوبصورت جگہ ہے لیکن کالام کے کیا کہنے، اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

دریا بہت تیز، صاف ستھرا پانی اور یہ کہ انتہائی ٹھنڈ، بہرحال رفقاء نے نظم کی پابندی کرتے ہوئے خوب صورت مناظر فطرت دیکھے۔ جس سے اللہ اللہ کی بڑائی دل میں قائم ہوئی۔ (رپورٹ : سید ذاکر شاہ)

ضرورتِ رشتہ

ایبٹ آباد کے رفیق تنظیم کی بیٹی عمر ۲۴ سال، تعلیم بی اے، کمپیوٹر سائنس میں ایک سالہ ڈپلومہ کیلئے موزوں رشتہ درکار ہے۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ : ابو عمران، دفتر تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی 8/4-I، سلطان سٹریٹ فیض آباد ہاؤسنگ سکیم اسلام آباد

تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر۳ کا ایک روزہ پروگرام

تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر۳ کا ایک روزہ پروگرام مورخہ ۱۷ اور ۱۸ جولائی کو منعقد ہوا۔ ۱۷ جولائی کو رفقاء قرآن مرکز سے متصل مسجد میں جمع ہوئے۔ بعد نماز عشاء نعمان صاحب نے سورۃ النساء کی ایک آیت کا درس دیا۔ اس کے بعد امیر تنظیم جناب نوید احمد صاحب نے سورۂ لھب اور سورۂ اخلاص کا ترجمہ بیان کیا اور تجوید کے قواعد کے حوالے سے رفقاء کی تلاوت کی اصلاح کی گئی۔ بعد ازاں اقبال احمد صدیقی صاحب نے ملتزم تربیت گاہ میں اپنی شرکت کے بارے میں تاثرات بیان کئے۔ نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد رفقاء نے انفرادی طور پر تلاوت کی۔ بعد نماز فجر عامر خان صاحب نے درس حدیث دیا۔ صبح دس بجے لانڈھی میں بل صاحب کے مکان پر "اسلام میں اجتماعیت" کے موضوع پر لیکچر ہوا۔ لیکچر میں شرکت کے لئے رفقاء نے گشت کیا تھا۔ لیکچر کے بعد سوالات و جوابات کا سلسلہ ہوا۔ بعد ازاں رفقاء کورنگی نمبر ڈیڑھ کے علاقہ روانہ ہوئے۔ اس مقام پر بعد نماز عصر گشت کیا گیا۔ اور بعد نماز مغرب نوید احمد صاحب نے برلب سڑک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

(رپورٹ : نادر شاہ)

اسرہ جات ایبٹ آباد کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

دعوتی اجتماع : ایبٹ آباد میں قائم دونوں اسروں کے رفقاء نے ایک مشترکہ دعوتی اجتماع منڈیاں ایبٹ آباد میں کیا۔ ۱۰ جولائی بروز ہفتہ بعد نماز عصر جامع مسجد منڈیاں میں محمد عرفان طاہر صاحب کی امارت میں رفقاء نے بورڈ اٹھائے منڈیاں چوک سے کالج چوک ہوتے دوبارہ منڈیاں چوک میں آئے۔ ٹی بورڈز پر فحاشی و عریانی' جاگیرداری نظام' سودی نظام کے خلاف نعرے درج تھے۔ پندرہ رفقاء و احباب نے اجتماع میں شرکت کی۔ اس موقع پر مقامی اخبارات کے رپورٹر بھی موجود تھے۔ روزنامہ "شمال" اور روزنامہ "محاسب" نے نمایاں سرخیوں کے ساتھ اجتماع کی کارروائی شائع کی۔ رفقاء نے نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا اور لوگوں کی کثیر تعداد تنظیم اسلامی سے متعارف ہوئی۔

تربیتی اجتماع : ۱۶/جولائی نماز جمعہ کے بعد دفتر تنظیم اسلامی میں تربیتی اجتماع منعقد کیا گیا۔ پندرہ رفقاء نے شرکت کی۔ اجتماع کا آغاز محمد عرفان طاہر صاحب کے درس قرآن سے ہوا۔ آپ نے آیۂ بر پر درس دیا۔ سردار محمد ثاقب صاحب نے فرائض دینی بذریعہ چارٹ بیان کئے۔ محمد ہارون قریشی صاحب نے آیات قرآنی اور احادیث کی مدد سے فرائض دینی کے تصور کو مزید نمایاں کیا۔ عبدالجلیل صاحب نے ماہنامہ میثاق کے ایک مضمون "نماز میں خشوع" کا مطالعہ کروایا۔ نماز عصر کے بعد امیر محترم کا وڈیو خطاب "اقسام شرک" دیکھا گیا۔

مقامی مجلس عاملہ : مقامی مجلس عاملہ ۴/اگست بعد نماز عصر دفتر تنظیم اسلامی میں منعقد ہوئی۔ دونوں اسروں کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔ مشترکہ دعوتی و تربیتی اجتماعات ماہ اگست کا تعین کیا گیا۔

دروس قرآن کے اجتماعات : اس ماہ کے دوران خواتین کے لئے چھ دروس قرآن منعقد ہوئے جبکہ مردوں کے لئے دروس قرآن کے آٹھ پروگرام ہوئے۔

(رپورٹ : ذوالفقار علی)

اسرہ بی بیوٹ کی دعوتی سرگرمیاں

۱۳/جولائی ۹۹ء مسجد زکریا میں اسرہ بی بیوٹ کا دعوتی اجتماع منعقد ہوا جس میں اسرہ کے رفقاء کے علاوہ ناظم مالاکنڈ ڈویژن مولانا غلام اللہ حقانی نے بھی شرکت کی۔ رفقاء جب گاؤں جبر پہنچے تو جبر کے رفیق تنظیم جناب سید احمد شاہ انتظار میں تھے۔ ان کی رہنمائی میں یہ قافلہ جامع مسجد زکریا پہنچا۔ پہلی نشست بعد از نماز عصر شروع ہوئی۔ راقم نے تعارف تنظیم اسلامی اور فرائض دینی کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس کے بعد اسی مسجد میں مولانا غلام اللہ خان نے "عبادت رب" کے موضوع پر جبکہ راقم نے دوسری مسجد میں "تنظیم اسلامی کی دعوت" پر گفتگو کی۔ ۱۳/جولائی کا آخری پروگرام بعد از نماز عشاء مولانا غلام اللہ خان کا درس قرآن تھا۔ مولانا نے سورۂ فاتحہ کے پہلے حصے پر درس دیا۔ اگلے دن بعد از نماز فجر ۱۴/جولائی کو مولانا نے درس قرآن دیا جس پر یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ : ممتاز بخت)

یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے والے پاکستان کی قیادت کا حق نہیں رکھتے ○ رشید عمر

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب غربی کے امیر جناب محمد رشید عمر نے پاکستان کے یوم آزادی کے حوالے سے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا۔ بدقسمتی سے آزاد مملکت وجود میں آتے ہی ملک کی باگ ڈور سیکولر ذہن رکھنے والے لوگوں کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ جنہوں نے دوڑ دوڑ کر عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ دوستیاں بڑھانے کی منصوبہ بندی کی اور اب یہ لوگ انہی کے مفادات کے محافظ بن کر پاکستان کے اسلامی تشخص کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ فرمانِ الٰہی کے مطابق عیسائیوں اور یہودیوں سے دوستی کرنے والے انہی میں سے ہیں۔ یہ لوگ مسلم پاکستان کی قیادت کا حق نہیں رکھتے۔ انہوں نے کہا میری پاکستانی عوام سے اپیل ہے کہ وہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی منافقت پر مبنی قیادتوں کے شر کو پہچانیں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح راہنمائی کرنے والے علماء کی قدر کریں اور ان کو ڈھونڈ کر ان کی قیادت میں متحد ہو جائیں۔

بقیہ : دعوتِ فکر

طرح پیچھے سے کمر میں خنجر مارتیں جیسے کارگل کے مجاہدین کی کمر میں خنجر مارا گیا۔

سوچیں اگر آپ کے اپنے وطن میں اللہ کا دین قائم نہیں ہے تو آپ کا اپنا وطن آپ کے جہاد فی سبیل اللہ کا زیادہ حقدار ہے۔ آپ بڑے حقدار کو حق سے محروم کر کے جو حق تلفی کریں گے وہ کوئی نیکی نہ ہوگی۔ اور جب آپ کے اپنے وطن میں اللہ کا دین غالب ہوگا اور خلیفہ وقت جہاد کا اعلان کرے گا تو وہ فوج جس کے پاس ایٹم بم موجود ہے اور ملک کا ۳۵ فیصد بجٹ جس پر خرچ ہوتا ہے موثر ثابت ہوگی ورنہ اس فوج سے امریکہ کی خواہش کے مطابق مجاہدین کو کارگل کی پہاڑیوں پر چڑھانے اور اتارنے کا کام لیا جاتا رہے گا۔ ہمارے ساتھ یہ ڈرامہ پہلی مرتبہ نہیں ہوا۔ امریکہ اپنے مفادات کی خاطر افغانستان میں روسی فوج کے خلاف مجاہدین کی بھرپور مدد کرتا رہا اور پاکستان نے بھی اپنے اس آقا کا بھرپور ساتھ دیا۔ مجاہدین جو کہ نیک نیتی سے جہاد کر رہے تھے انہیں امریکہ کی ان مہربانیوں پر اندیشہ ہوا تو بڑی چالاکی سے اسے یہود مدینہ اور محمد ﷺ کے درمیان معاہدے کی طرز کا تعاون باور کروایا گیا۔ ہم کبھی یہ نہیں سوچتے کہ نبی ﷺ نے یہودیوں یا مشرکین کو کبھی ان کو ان معاہدوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں دیا جبکہ ہمیں کبھی اس طرح کے معاہدوں سے فائدہ نہیں ہوا۔ تاریخ گواہ ہے کہ روسی فوج کے جانے کے بعد یہی مجاہدین دہشت گرد قرار پائے۔ پاکستان اور عرب ممالک کی جیلیں ان کے لئے کھل گئیں تا کہ یہ زخمی مجاہدین کمر میں خنجر مارنے والے کا پیچھا نہ کر سکیں۔ اسی اصول کے تحت اب یہ جیلیں کارگل سے واپس آنے والے مجاہدین کا مہمان خانہ ہوں گی۔ کیا ہم نے اب بھی اپنے دشمن کو نہیں پہچانا؟

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام

ماہانہ شب بسری

کا پروگرام مورخہ 28۔اگست 99ء بروز ہفتہ

قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

میں منعقد ہوگا

رفقاء و احباب نوٹ فرمالیں

ہر اِک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8، شمارہ 33
سالانہ زر تعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 03-5869501

معاونین برائے مدیر:
○ فرقان دانش خان ○ مرزا ایوب بیگ
○ نعیم اختر عدنان ○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

حلقہ پنجاب وسطی کا پہلا اجتماع

تحریر: مختار حسین فاروقی

نظریاتی تحریکوں اور انقلابی جماعتوں میں اجتماعات کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ رفقاء نیا جوش اور ولولہ لے کر گھروں کو لوٹتے ہیں۔ قائدین کو ساتھیوں کے مورال (Morale) اور حوصلوں کا اندازہ ہوتا ہے جبکہ دیگر احباب' تنظیم یا تحریک کے فکر سے آگاہی حاصل کرتے ہیں اور مخلص ساتھیوں کی لگن اور انتھک محنت سے متاثر ہوتے ہیں اور یوں توسیع دعوت کا مرحلہ آسان ہو جاتا ہے۔ حلقہ پنجاب وسطی کا پہلا اجتماع اگرچہ جھنگ میں طے تھا مگر چند وجوہات کی بناء پر آخری لمحوں میں اسے ٹوبہ منتقل کرنا پڑا جس کی وجہ سے کافی انتظامی رکاوٹیں اور دشواریاں پیش آئیں مگر رفقائے تنظیم اسلامی اسرہ ٹوبہ نے خندہ پیشانی سے ہر مشکل کو برداشت کیا اور رات دن ایک کر کے اجتماع کو ممکن بنایا اور شرکاء کے آرام اور ضروریات کا خاص خیال رکھا۔

اس اجتماع کے لئے ایک ہینڈ بل طبع کرایا گیا تھا۔ جو ٹوبہ اور جھنگ میں تقسیم کیا گیا جبکہ دوسری جگہوں پر رفقاء اور احباب کو روانہ کیا گیا تھا۔

اجتماع گاہ کے لئے رفقاء نے جامع مسجد اقبال نگر کی انتظامیہ سے اجازت حاصل کی۔ انہوں نے ہر طرح سے تعاون بہم پہنچایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

اجتماع ۱۷'۱۸ جولائی بروز ہفتہ' اتوار طے تھا۔ رفقاء صبح ۸:۳۰ بجے ہی اجتماع گاہ تشریف لے آئے۔ مسجد کا مین ہال ہی اجتماع گاہ تھا۔ رجسٹریشن اور حاضری کے بعد پروگرام شروع ہوا۔ تربیتی' تذکیری اور تنظیمی نوعیت کے پروگرام ہوئے جس میں رفقاء واحباب نے بھرپور دلچسپی لی۔

ہماری خوش قسمتی تھی کہ اس پروگرام میں نائب امیر جناب حافظ عاکف سعید صاحب اور جناب رشید ارشد صاحب بھی تشریف لے آئے تھے۔

سیرت صحابہؓ میں سے حضرت مصعبؓ بن عمیر کے حالات زندگی کا مطالعہ کرایا گیا۔ اکثر حاضرین اشکبار تھے کہ صحابہؓ کیسے کیسے مشکل اور نامساعد حالات سے گزرے۔ جناب رشید ارشد صاحب نے نیکی کے کاموں میں جلدی کرنے پر درس حدیث دیا اور مہلت عمر' جوانی' صحت' فراغت' اور توفیق عمل کو غنیمت جانتے ہوئے اچھے اعمال میں جلدی کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ بصورت دیگر توفیق سلب ہونے کا خطرہ موجود ہے۔ جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے رفقاء کے مطلوبہ اوصاف پر خطاب کرتے ہوئے انقلابی جماعت کے کارکنوں کے لئے ناگزیر کردار اور لازمی اخلاقی زادِ راہ کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد جناب رشید عمر امیر حلقہ پنجاب غربی نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی پر زور دیا اور اس کی اہمیت کو واضح کیا۔

دوپہر کے وقفہ کے بعد جناب ساجد محمود نے درس قرآن دیا۔ جناب رحیم صدیقی صاحب نے نظم پیش کی۔ رفقاء سے باہمی تعارف حاصل کیا گیا۔ بعد نماز عصر جناب رشید ارشد نے "تنظیم اسلامی کی دعوت کے راستے کی مشکلات اور ان کا حل" کے موضوع پر بڑا موثر خطاب فرمایا۔ جناب عاکف سعید صاحب نے رفقاء کو اپنی ذمہ داریاں کماحقہ ادا کرنے کی ترغیب دی۔

بعد نماز مغرب راقم نے "فرائض دینی کا جامع تصور" کے عنوان سے خطاب کیا۔ رفقاء کے علاوہ ۳۵۔۴۰ احباب بھی موجود تھے۔ بعد نماز عشاء پروفیسر خلیل صاحب نقیب اسرہ ٹوبہ نے درسِ حدیث دیا۔

اتوار کی صبح پروگرام کا آغاز بعد نمازِ فجر پروفیسر خلیل صاحب کے درس قرآن سے ہوا۔ ۸۔۳۰ بجے دوبارہ پروگرام شروع ہوا تو پروفیسر خلیل صاحب نے رفقاء کے کئی گروپ تشکیل دیئے اور انہیں رات کو امیر محترم کے خطاب کے لئے شہر میں دعوتی کام سپرد کیا۔ رفقاء نے یہ کام باحسن وخوبی ایک بجے تک انجام دیا۔

صبح ساڑھے آٹھ بجے امیر محترم جھنگ پہنچے۔ جہاں ان کے اعزاز میں تنظیم الاخوان کے علاقائی ناظم جناب رائے اعجاز صاحب نے استقبالیہ کا اہتمام کیا تھا۔ جس میں شہر کی تمام اہم دینی وسیاسی شخصیات کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ ۹۔۳۰ بجے عمائدین شہر کی تشریف آوری شروع ہوئی۔ ۱۰ بجے استقبالیہ کا پروگرام شروع ہوا۔ رائے اعجاز صاحب نے خطبہ استقبالیہ میں جھنگ میں قائم نفاذ اسلام کمیٹی کا تعارف کرایا کہ کس طرح تمام مکاتب فکر کی تنظیمیں جھنگ کی سطح پر ایک مقصد کے لئے جمع ہیں۔ آج کا یہ اجتماع اسی اتحاد و یگانگت کی برکت ہے۔ بعد ازاں صدر نفاذ اسلام کمیٹی مولانا محمد انور چیمہ مدظلہ نے نہایت بلیغ انداز میں کمیٹی کا تعارف پیش کیا اور امیر محترم کے جھنگ تشریف لانے پر شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں امیر محترم نے تقریباً چالیس منٹ انقلاب اسلامی کے راستے کی مشکلات اور طریق محمدیؐ کی وضاحت فرمائی جسے حاضرین نے نہایت دلجمعی سے سنا اور "ماقل ودل" کے مصداق ایک ایک لفظ ذہن نشین ہوتا چلا گیا۔

استقبالیہ سے فارغ ہو کر امیر محترم ٹوبہ تشریف لے گئے جہاں ضلع کونسل کے ریسٹ ہاؤس میں آپ کے لئے رہائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔

نماز مغرب کے وقت جلسہ گاہ حاضرین سے کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ راقم نے آج کے عنوان "عالمی یہودی استعمار کا سیلاب اور ہماری ذمہ داریاں" کا تعارف کرایا۔

امیر محترم نے اس عنوان پر اپنے خطاب میں تاریخ اور قرآن کی روشنی میں مسلمانوں اور یہود کی دشمنی کو واضح کیا اور کہا کہ دور نبویؐ سے لے کر آج تک یہ دشمنی چلی آ رہی ہے جو دجال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان جنگ میں یہودیوں کی بیخ کنی پر منتج ہو کر اختتام کو پہنچے گی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ یہود ہی کی سازش تھی کہ قرنِ اول میں اسلام کو شیعان علیؓ اور شیعان عثمانؓ میں پھاڑ دیا جو عبداللہ بن سبا نامی یہودی کی سازش تھی۔ انہوں نے کہا اسلامی تاریخ میں مسلمانوں کی ہزیمت کے پیچھے یہودی کی سازش کا تانا بانا نظر آتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم جاگیں' حالات کو پہچانیں اور قرآن کے ذریعے انقلابی فکر کو عام کر کے آنے والے دور میں عالمی اسلامی خلافت کے قیام کی راہ ہموار کریں تاکہ دنیا میں عدل وانصاف' اخوت ومساوات اور اللہ کی بندگی کا علم سربلند ہو سکے۔

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس
191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں
I.Com., ICS., F.A میں
لیٹ فیس کے ساتھ داخلے جاری ہیں
☆ **قرآن کالج فار گرلز** میں بھی داخلے جاری ہیں۔
تدریس کا آغاز ان شاء اللہ یکم ستمبر سے ہوگا۔ داخلہ کے خواہش مند طلبہ اور طالبات فوراً رجوع کریں
المعلن: ناظم قرآن کالج' رابطہ: 3-5869501